ادبی مصادر میں آثار عمرینؓ

آثار عمرؓ

(۷)

جناب ڈاکٹر ابو النصر محمد خالدی صاحب پروفیسر شعبہ تاریخ عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد

۸۳ عمرؓ نے کہا: اگر مجھے اللہ کی راہ جانا نہ پڑے، اللہ کے لئے اپنا ماتھا زمین سے لگانا نہ پڑے اور ایسے لوگوں میں بیٹھنے کا موقع نہ ملے جو (گفتگو سے) اچھی باتوں کو اسی طرح چھانٹ لیتے ہیں جس طرح عمدہ کھجور چھانٹ لئے جاتے ہیں تو پھر مجھے اس کی پرواہ نہ ہوتی کہ میں کب مرگیا ہوتا (.... کہ کب مرجاؤں)

البیان والتبین ج ۳ ص ۱۵۷

یادداشت: اس موقع پر تعجب نہیں کہ کسی کو طرفہ کی چار بیتیں یاد آگئی ہوں یعنی

فلولا ثلاث هن من لذة الفتى وجدك لم احفل متى قام عودى

اگر یہ تین چیزیں نہ ہوں تو مجھے پرواہ نہیں کہ کب دفن کیا جاؤں۔

یہ چیزیں بعد کی تین بیتوں میں بیان کی گئی ہیں۔ یعنی

الف: شراب بہشت دلربا و جوش دار

ب: نرغہ میں آئے ہوئے کی پکار پر اس کی اعانت و امداد کے لئے فوراً ہی دوڑ پڑنا۔

ج : گھٹا چھائے ہوئے خوش منظر مقام پر خیمہ میں گدگدے بدن کی حسینہ کے ساتھ وقت گذارنا۔

یہ دورِ جاہلیت کے اقدارِ حیات ہیں۔

۸۴ فضیل بن عیاض بن مسعود (م ۱۸۷) مطرح بن یزید اسدی سے اور وہ عبید اللہ ابن زحر ضمری سے روایت کرتے ہیں اور عبید اللہ علی بن یزید آل ابی سفیان کے پروردہ ابو عبدالرحمٰن قاسم (متوفی سنہ ۱۱۲ ھ) سے اور خود قاسم صحابی رسول ابو امامہ (متوفی سنہ ۸۶ ھ) سے روایت کرتے ہیں: مشہور ہے کہ رسول اللہ صلعم کے جس صحابی نے سب سے آخر میں انتقال کیا وہ یہی ابو امامہ تھے۔

عمرؓ نے فرمایا: گھوڑوں کی تربیت کرو۔ دانت صاف کرو اور دھوپ میں بیٹھا کرو۔ خیال رکھو کہ تمہارے پاس پڑوس میں سور نہ آنے پائیں۔ اور تمہارے مجمع میں صلیب بلند نہ ہونے پائے۔ ایسے دسترخوان پر کھانا مت کھاؤ جس پر شراب لنڈھائی جاتی ہو۔ خبردار ایسا نہ ہو کہ تم عجمیوں کے اخلاق اختیار کر لو۔ کسی مومن کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی حمام میں بغیر تہمد باندھے داخل ہو اور نہ کوئی عورت ہی ایسا کر سکتی ہے الّا یہ کہ اس کو کوئی بیماری ہو۔

عائشہ زوج النبی صلعم نے مجھ سے بیان کیا کہ: میرے دوست نے میرے اس فرش پر بیان فرمایا کہ: اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے گھر کے سوا کسی اور جگہ اپنی اوڑھنی اتارے تو اس نے اپنے اللہ کے درمیان جو کچھ تھا اس کا پردہ چاک کر دیا۔

البیان والتبیین۔ ج ۳ ص ۱۹۲

موٗلف: بظن غالب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عمرؓ نے یہ ہدایت اہل شام کو مخاطب کر کے لکھی ہے کہ وہاں کی آبادی کی بہت بڑی اکثریت مسیحی تھی۔

عجمی سے مراد غالباً وہ قوم جو قانون کی نظر میں مساوی نہیں ہوتی۔ ان میں

پیدائش یا دولت یا اقتدار کی بنا پر اونچ نیچ کا بہت بڑا فرق پایا جاتا ہے۔
"حام" مسلمانوں کے تمدن میں بازنطینہ سے آئے ہیں ۔ ہندوستان تک بھی رائج ہوئے
گو ان کی تعداد محدود رہی ۔

۸۵ عمرؓ نے کہا : میں نے وہ زمانہ پایا نہ تم نے جب کہ لوگ علم پر اس طرح غیرت کریں ۔
(یتغایرون) ۔ علم کو محفوظ رکھیں ۔ جس طرح کہ وہ اپنی بیویوں پر غیرت کرتے ہیں ۔ غیر محرموں
سے ہر طرح مامون و محفوظ رکھتے ہیں ۔

البیان والتبیین ۔ ج ۳ ص ۲۱۱

تنبیہ : عمرؓ نے یہ بات کس کو مخاطب کر کے کہی تھی ؟ یہ جاحظ نے نہیں لکھا ۔ نظر بظاہر
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نااہلوں کو صرف بنیادی علم سکھانا چاہیئے ۔ تفصیل میں جانا مناسب
نہیں ۔

۸۶ عمرؓ نے فرمایا : ہر شے کے درجہ کی ایک بلندی ہوتی ہے ۔ نیکوکاری کی بلندی یہ ہے
کہ وہ جلد از جلد کی جائے

یا بروایتے : ہر چیز کا ایک سر ہوتا ہے اور نیکی کا سر یہ ہے کہ وہ فوراً کی جائے ۔

البیان والتبیین ج ۳ ص ۲۱۴

اسی کتاب میں ج ۲ ص ۲۸۹ باختلاف خفیف

۸۷ عمرؓ نے فرمایا : حکومت وہی شخص اچھی طرح چلا سکتا ہے جو نرم ہو مگر کمزور نہ ہو
اور (نفاذِ احکام میں) شدید ہو مگر بے رحم نہ ہو ۔

البیان والتبیین ۔ ج ۲ ص ۲۵۵

توضیح : یعنی حاکموں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے احکام نافذ کرنے میں اٹل ثابت قدم
و مستقل مزاج رہیں اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ تند و درشت یا بے رحم و سنگدل
نہ ہو ۔

۸۸ سعد بن ابی وقاص (م ۵۵ ہر) کا لقب مستجاب الدعوت تھا۔ یعنی اللہ ان کی دعا رد نہیں کرتا بلکہ قبول کرتا ہے۔ یہ عمرؓ کی طرف سے کوفہ کے والی تھے۔ عمرؓ نے ان کے مال کا آدھا حصہ حکماً لے لیا اور خلافت کے خزانہ میں داخل کر دیا۔ سعد کو یہ بات ناگوار گزری تو انھوں نے کہا "جی تو یہی چاہتا ہے" یہ سن کر عمرؓ نے پوچھا: کیا میرے خلاف اللہ سے دعا کرنے کو؟ (میرے لئے بددعا کرنے کو) سعد نے کہا: ہاں (آپ جانتے ہیں کہ اللہ نے میری دعا کبھی رد نہیں کی) اس پر عمرؓ نے فرمایا: تو پھر تم بھی مجھے ایسا نہیں پاؤ گے کہ اپنے رب کو پکار کے نامراد رہوں۔

البیان والتبیین۔ ج ۳ ص ۲۷۷

ملحوظہ: عمرؓ کے الفاظ سورۂ مریم کی ۴۸ویں آیت سے مستفاد ہیں ... عَسٰی اَلَّا اَکُونَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا۔ امید ہے کہ میں اپنے رب سے نامراد نہیں رہوں گا۔

مغیرہ بن عُیینہ (یا مغیرہ بن عنبسہ) نے اپنے شیوخ سے روایت کی ہے۔ عمرؓ نے ایک شخص کو یہ دعا مانگتے سنا: یا اللہ مجھے تھوڑوں میں شامل کر۔ عمرؓ نے (کھرک کر) پوچھا: یہ کیا دعا ہے؟ اس نے کہا میں نے سنا اللہ فرماتا ہے (... جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے) اور وہ بہت تھوڑے ہیں۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ وہ فرماتا ہے (... اے آل داؤد عمل کرو شکر کے طریقہ پر) میرے بندوں میں شکر گزار کم ہی ہیں۔

عمرؓ نے فرمایا: تمھیں ایسی دعا کرنی چاہیئے جو عموماً سمجھی جا سکے۔

البیان والتبیین۔ ج ۳ ص ۲۷۹

تشریح: یعنی اللہ تو جانتا ہی ہے ایسی دعا جس کے سمجھنے کے لئے غور و فکر کرنی پڑے یا جس میں تکلف و ندرت ہو اس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ دعا ایسی نہ ہو کہ چیستاں بن جائے۔

۹۰ رسول اللہ صلعم کے صحابہ سے بعضوں نے عمرؓ سے کہا: اب لوگوں کا کیا حال ہے جبکہ وہ جب ظلم ہوتا تھا تو وہ (مدد کے لئے) پکارتے تھے اور انھیں جواب دیا جاتا تھا اور

ہم ان کو پکارتے ہیں مگر جواب نہیں ملتا۔ خواہ ہم مظلوم ہی کیوں نہ ہوں۔

عمرؓ نے کہا: وہ ایسے ہی تھے۔ کیوں کہ ان کے یہاں ظلم سے روکنے والی اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں تھی۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے پہلے کاموں پر (آخرت میں) اچھے بدلے اور برے کاموں پر سزا سے آگاہ کر دیا اور دنیا ہی میں جرموں کی سزائیں مقرر کر دیں۔ قاتل سے بدلہ لینے اور نقصان کی پابجائی کرنے کے احکام نازل فرما دئیے تو ان کو ان (شرعی قانون) کے سپرد کر دیا۔

البیان والتبیین ج ۳ص ۲۷۹

تشریح: صاف مطلب یہ ہے کہ قیام خلافت (با اقتدار و صاحب سلطنت تنظیم) کے بعد مظلوم کی امداد کرنا اور ظالم کو سزا دینا حکومت کا فرض ہے۔ معاشرت کا انفرادی فرض نہیں ہے کہ وہ عملاً سزا نافذ بھی کرے۔ یہ تو قانون کو انفرادی اختیار پر چھوڑنا ہوا

۹۱ عمرؓ نے کہا: فلاں مہینہ میں ایسی اور ایسی گھڑی ہے کہ اگر کوئی اس وقت دعا کرے تو وہ ضرور ہی قبول ہوتی ہے۔ یہ سن کر کسی نے پوچھا: اگر اس سمے کوئی منافق دعا کرے تو کیا اس کی دعا بھی قبول ہوگی؟ اس بارے میں کیا خیال ہے

عمرؓ نے فرمایا: منافق کو ایسی گھڑی پانے کی توفیق ہی نہیں ہوگی۔

البیان والتبیین۔ ج ۳ ص ۲۷۹

وضاحت: منافق سے یہاں غیر مخلص مراد ہے اور توفیق کا مطلب ہے کارِ خیر کے لئے اسباب کا جمع ہونا۔

۹۲ عمرؓ کے ایک بچے کی وفات ہوئی۔ اس پر عبداللہ بن عباس نے پرسہ دیا اور کہا: اللہ آپ کو اس کی طرف سے ایسا ہی اچھا بدل عنایت کرے جیسا کہ وہ آپ کی طرف سے آپ کے بچے کو دے گا۔

البیان والتبیین۔ ج ۳ ص ۲۸۵

وضاحت: مطلب یہ کہ اللہ اپنے رحم و کرم سے عمرؓ کو کسی دکھ سے مثلاً صبر جمیل یا

فوت شدہ لڑکے کا اچھا بدل دے گا۔ ایسا جیساکہ آپ انکی طرف سے وہ آپ کے بچے کو دے گا۔

باپ کا اپنے بچہ سے جبلاً وطبعاً رحمت ورأفت کا سلوک کرنا ظاہر ہے۔

عمرؓ کا یہ فوت شدہ بچہ وہی ہے جس کے متعلق انھوں نے کہا تھا: ایک خوشبو ہے میں اُسے سونگھتا ہوں (اور مسرور ہوتا ہوا) یہ بہت جلد فرماں بردار فرزند ہوگا یا نظروں کے سامنے رہنے والا دشمن۔

وضاحت: حاضر دشمن سے عمرؓ کا اشارہ غالباً سورۃ التغابن - ۶۴ کی ۱۴ ویں آیت کی طرف تھا۔ آیت یہ ہے: اِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجِکُمۡ وَاَوۡلَادِکُمۡ عَدُوًّا لَّکُمۡ فَاحۡذَرُوۡھُمۡ الخ اے ایمان لانے والو! تمھاری بعض بیبیاں اور اولاد دشمن ہیں تم ان سے ہوشیار رہو الخ

۹۳ محمد بن عبداللہ عتبی م ۲۲۸ ھ اپنے شیوخ سے روایت کرتے ہیں: عمرؓ نے فرمایا: جس کو دعا عنایت کی گئی وہ قبولیت سے محروم نہیں ہوگا۔ اللہ فرماتا ہے مجھے پکارو میں تمھاری پکار پر توجہ کرتا ہوں۔

اور جس کو شکر عنایت ہوا وہ (موجودہ شئے میں) اضافہ سے محروم نہیں ہوگا۔ اللہ فرماتا ہے "اگر تم شکر کرو تو میں ضرور اور زیادہ دوں گا۔"

اور جس کو بخشش کی مانگ عطا ہوئی وہ بخشش سے محروم نہیں ہوگا۔ اللہ فرماتا ہے "اللہ سے بخشائش طلب کرو اللہ بخشش کرنے (معاف کرنے) اور رحمت کرنے والا ہے۔"

البیان والتبیین - ج ۳ ص ۲۸۸

۹۴ عمرؓ نے فرمایا: صرف وہی شخص اپنے آپ کو دوسروں سے بالا و برتر سمجھتا ہے - جو اپنے آپ کو بلا وجہ اوروں سے کمتر و کہتر محسوس کرتا ہے۔

البیان والتبیین - ج ۳ ص ۷۵

۹۵ عمرؓ نے فرمایا: نادان کی بھلائی بندی سے خبردار رہو۔ اکثر تو ایسا ہوتا ہے کہ وہ تمہاری بھلائی کا ارادہ کرتا ہے مگر اس سے تمہیں ضرر پہنچ جاتا ہے۔

البیان والتبیین۔ ج ۴ ص ۹۶

۹۶ عمرؓ کے کپڑوں میں چمڑے کے پیوند ہوتے تھے۔

آپ فرماتے ہیں جو پھٹے کپڑے پیوند لگا کر پہننے سے نہیں شرماتا اس کی حاجتمندی کا بوجھ گھٹ جاتا ہے اور نخوت بہت کم ہو جاتی ہے۔

البخلاء۔ ج ۱ ص ۳۷

۹۷ عمرؓ نے فرمایا: جس نے ایک انڈا کھایا اس نے گویا ایک مرغی کھائی

البخلاء۔ ج ۱ ص ۳۸

۹۸ عمر بن معدیکرب دورِ جاہلیہ اور اسلام کے نہایت شجیع افراد میں تھے۔ بمقام نہاوند سنہ اکیس (۲۱ ھ) ہجری میں انتقال کیا۔ وہ ایک مرتبہ بنو مغیرۃ کے یہاں اترے۔ بنو مغیرہ عمرؓ کے خالہ زاد افراد تھے۔ آپ کی والدہ حنتمہ ہاشم ابن المغیرہ کی بیٹی تھیں۔

ابن معدیکرب نے عمرؓ سے کہا: بنو مغیرہ تو بخیل و کوتاہ دست ہیں۔

عمرؓ نے پوچھا: یہ کس طرح معلوم ہوا۔؟

ابن معدیکرب نے کہا: میں ان کے پاس ٹھیرا تو انھوں نے میری ضیافت بیل کے سرے کے گوشت اور اس کے پایوں کے گوشت سے کی اس کے علاوہ اور کچھ نہیں رکھا۔

عمرؓ: یہ تو پیٹ بھرنے کے لئے کافی ہے۔

البخلاء ج ۱ ص ۱۳۲، ۱۳۳

ملحوظہ: مطلب یہ کہ زائد از ضرورت یا حیثیت سے زائد تکلف کرنا مناسب نہیں۔ یہ اسلامی آداب کے خلاف ہے۔

۹۹ ایک عرب سردار قعقاع اپنے ایرانی غلاموں کو عربی کھانوں کی ترغیب نہیں دیتے

تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ یہ لوگ اپنی مرغوب غذائیں ہی استعمال کریں

عمرؓ نے تو عربوں کی تربیت و تادیب کے لئے اس سے بھی زیادہ اہتمام کیا تھا چناں چہ (بطور مثال یہ واقعہ ذہن میں رہے کہ) وہ ایک مرتبہ شادی کی ضیافت میں بلائے گئے تو دیکھا کہ ایک دیگ میں زرد رنگ کا کھانا ہے، دوسری میں سرخ رنگ کا، تیسری میں سوندھا، چوتھی میں میٹھا، پانچویں میں نمکین وسلونا وھکذا۔ آپ نے یہ سب پکوان ایک بڑی دیگ میں انڈیل دئے۔ پھر فرمایا:

اگر اہل عرب اس طرح کے چٹ پٹے، مزیدار، اور قسم قسم کے کھانوں کے عادی ہوجائیں گے تو پھر وہ باہم ایک دوسرے کے قتل کے درپے ہوجائیں گے۔

البخلاء ج ۱ ص ۱۳۵ تا ۱۳۷

۱۰۰ عمرو بن معدیکرب نے عمرؓ سے شکایت کی کہ انھیں پیٹ میں درد ہونے لگا ہے (جو گوشت زیادہ کھانے سے ہوتا ہے) تو آپ نے فرمایا:

دھوپ میں پھرا کرو (غسل آفتابی کرو۔ دھوپ میں چلو پھرو یا بیٹھو)

البخلاء۔ ج ۲ ص ۷۹

وضاحت: جاڑے میں بھوک زیادہ ہوتی ہے۔ حرارت کے لئے گوشت کی خواہش عموماً زیادہ ہوتی ہے۔

عمرؓ نے فرمایا: اگر مشغولیت ومصروفیت بھلائی کی کوشش ہے تو ظاہر ہے کہ بے کاری بگاڑ وفساد پیدا کرنے والی ہے۔

البخلاء ج ۲ ص ۷۹

باقی